

تبصرے

بیس بڑے مسلمان :-

یہ ۱۰۲۰ صفحات کی بڑے سائز کی کتاب ہے، کتابت، طباعت اور جلد کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے مرتب و جامع مولانا عبدالرشید ارشد ہیں، اور اسے شایع مکتبہ رشیدیہ ۱۹۳۲ء سے شاہ عالم مارکیٹ لاہور نے کیا ہے۔ اس کی قیمت بیس روپے ہے۔

اس ضخیم کتاب میں ان بیس بڑے مسلمانوں کے مفصل حالات ہیں :-

- ۱۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ، ۲۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی ، ۳۔ مولانا رشید احمد گنگوہی ، ۴۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ، ۵۔ مولانا اشرف علی تھانوی ، ۶۔ علامہ محمد انور شاہ محدث کشمیری ، ۷۔ مولانا عبید اللہ سندھی ، ۸۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی ، ۹۔ مولانا سید حسین احمد مدنی ، ۱۰۔ علامہ شبیر احمد عثمانی ، ۱۱۔ مولانا محمد الیاس دہلوی ، ۱۲۔ مولانا شاہ عبدالقادر راجپوری ، ۱۳۔ مولانا احمد علی لاہوری ، ۱۴۔ مفتی محمد حسن امرتسری ، ۱۵۔ مولانا ابوالکلام آزاد ، ۱۶۔ مولانا محمد علی جوہر ، ۱۷۔ مولانا سید محمد سلیمان ندوی ، ۱۸۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ، ۱۹۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی ، ۲۰۔ سردار احمد خاں پٹانی ۔

کتاب کے شروع میں مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے بیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون میں دارالعلوم دیوبند کی مختصر تاریخ بیان کی ہے۔ ”یہ بیس بڑے مسلمان“ زیادہ تر مکتب دیوبند کے نامور ارکان ہیں۔ اور چند حضرات جن کا گویا براہ راست دارالعلوم دیوبند سے تعلق نہیں رہا لیکن ان کا شمار بھی یقینی طور پر متفقین دیوبند میں سے ہو سکتا ہے، اس لیے فاضل مرتب نے یہ بڑا اچھا کیا۔ کہ دارالعلوم دیوبند کی مختصر تاریخ بطور ایک تاریخی پس منظر کے کتاب کی ابتدا میں دے دی۔

دارالعلوم مذکور کے بانی ہمارے یہ اللہ والے بزرگ مدرسہ کی تاسیس کے وقت کس طرح سوچتے تھے، اس کا اندازہ مولانا محمد قاسم کے مرتب کردہ آٹھ اصولوں میں سے ایک اصول سے ہوتا ہے جس کے

الفاظ یہ ہیں :-

اس مدرسہ میں جب تک آمدنی کی کوئی سبیل یقینی نہیں۔ جب تک یہ مدرسہ انشاء اللہ بشرط توجہ الی اللہ چلے گا اور اگر کوئی آمدنی ایسی یقینی حاصل ہوگئی جیسے جاگیر یا کارخانہ تجارت یا کسی امیر محکم کے قریب کا وعدہ تو پھر یوں نظر آتا ہے کہ یہ خوف ورجا جو سرمایہ رجوع الی اللہ ہے، ہاتھ سے جاتا رہے گا اور امداد غیبی موقوف ہو جائے گی مادہ کارکنوں میں باہم نزاع پیدا ہو جائے گا۔ انفقہ آمدنی اور تعمیر وغیرہ میں ایک نوع کی بے سرو سامانی ہے۔

اور ایک اصول یہ ہے: ”سرکار کی شرکت اور امر کی شرکت بھی زیادہ مضر معلوم ہوتی ہے۔“ غرضیکہ اُس وقت ہمارے یہ بزرگ خالص جمہور مسلمانوں کی مالی امداد سے دارالعلوم کو چلانے کا سوچتے تھے اور بعد میں عملاً ایسا ہوا ابھی۔ اس سے بے شک فائدے بھی بہت ہوئے اور دارالعلوم ایک عوامی، جمہوری درس گاہ کی حیثیت سے پھلی پھولی لیکن اسی کی وجہ سے غالباً دارالعلوم کو اپنی ذہنی و فکری اور علمی و تدریسی سطح عوام مسلمانوں کی مرضی کے مطابق رکھنی پڑی اور اس طرح نہ صرف یہ کہ دارالعلوم میں فطری ارتقائے فکر جاری نہ رہ سکا۔ بلکہ جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھتا گیا، اس میں جمہور زیادہ آتا گیا۔

مثال کے طور پر مولانا طیب اسی مضمون میں ”دارالعلوم کا سلسلہ سند و استناد“ کے زیر عنوان لکھتے ہیں :- دارالعلوم دیوبند کا یہ سلسلہ سند حضرت الامام شاہ ولی اللہ صاحب سے گزرتا ہوا انبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتا ہے۔ شاہ صاحب اسی جماعت دیوبند کے مورث اعلیٰ ہیں، جن کے مکتب فکر سے اس جماعت کی تشکیل ہوئی..... لیکن یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ کی تصانیف میں سے کوئی تصنیف بھی کبھی دارالعلوم میں شامل نہ صاب نہیں کی گئی اور نہ اہل دارالعلوم نے کبھی ان کے فکر عمومی کو اپنا یا اور تو اور فقہی مسلک میں حضرت شاہ صاحب کی وسیع المشربی بھی وہاں کبھی قبول نہ ہو سکی۔

دنیا کے بعض ملکوں میں آج جو بڑی بڑی یونیورسٹیاں ہیں، ان کی ابتدا دینی درسگاہوں کی حیثیت سے ہوئی تھی لیکن چونکہ وہ زمانے کے ساتھ ساتھ ارتقا پذیر رہیں اس لیے آج وہ قدیم جدید علوم و فنون کی مرجع ہیں لیکن دارالعلوم دیوبند اور اس طرح دنیا کے اکثر دارالعلوم

یا

۱- ش فی

۱۹-

نہیں

کے

نہ کا

ایا۔

دعوت کے

ذات پر اس کا مدار ہے، مولوی محمد قاسم درحقیقت نہایت بزرگ و نہایت مآثر زاد ولی ہیں۔ تمام شلخ سہارن پورا اور میرٹھ ان کا معتقد ہے۔ دوسرا بڑا سبب مولوی محمد یعقوب صاحب کا ہے، جو مدرس اقل اس مدرسہ کے ہیں اور انھوں نے صرف ۳۵ روپیہ ماہوار مدرسہ سے لینا قبول کیا ہے۔

مختصراً کتاب میں ہر بزرگ کے متعلق فاضل مرتب نے اسی طرح کا مفید اور سبق آموز مواد جمع کر دیا ہے۔ ہمیں امید ہے۔ یہ کتاب بڑھی مقبول ہوگی۔ کیونکہ اس نوعیت کی کج ہمکے ہاں یہ واحد کتاب ہے۔ مولانا عبد الرشید ارشد نے کتاب کی کتابت اور طباعت کا خاص خیال رکھا ہے۔ اتنی ضخیم کتاب اور اس قدر عمدہ چھپے۔ اس پر ہم انھیں مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

ابن ماجہ اور علم حدیث : مؤلف مولانا محمد عبد الرشید نعمانی۔

زیر تبصرہ کتاب میں ”عہد رسالت سے لے کر امام ابن ماجہ کے زمانہ تک کی تاریخ تدوین حدیث اور امام ممدوح کی کتاب ”سنن ابن ماجہ“ پر تفصیلی نظر ڈالی گئی ہے۔ فاضل مرتب نے امام ابن ماجہ کے مفصل حالات زندگی اور ان کی مرتب کردہ ”سنن“ کی خصوصیات کو بیان کرنے کے علاوہ اس کتاب میں علم حدیث پر معلومات کا اتنا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اردو کی کسی کتاب میں آپ کو اتنا مواد کہیں یک جا نہیں ملے گا۔

ابن ماجہ ۲۰۹ھ میں ایران کے شہر قزوین میں پیدا ہوئے اور ۲۷۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ابتدا میں انھوں نے خود اپنے شہر میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد طلب حدیث کے لیے دوسرے ممالک کا سفر کیا۔ مولانا نعمانی نے کوئی ایک سو صفحات ہیں ان اسلامی شہروں اور ان کے علما کا ذکر کیا ہے جو اس عہد میں علمی مراکز کی حیثیت سے مشہور تھے اور جہاں کہ ابن ماجہ تحصیل علم کے لیے پہنچے۔ فاضل مرتب چونکہ بکے حنفی ہیں اس لیے اس ضمن میں انھوں نے زیادہ تر حنفی علما کا ذکر کیا ہے اور اس میں بھی احناف اور غیر احناف کے مناقشات کو کافی جگہ دی ہے۔ بہر حال اس کی وجہ سے ان امور پر معلومات بہت جمع ہو گئی ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ تابعی ہیں یا تبع تابعی؟ علما کے مٹل یہ مسئلہ بھی ماہ الزیلع رکھا ہے۔ مولانا نعمانی نے ثابت کیا ہے کہ امام صاحب تابعی ہیں۔